فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۴۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا تیمّم میں انگلیوں کا خلال کرنا ہے؟

جواب: تیمّم میں خلال نہیں ہے، صرف ہاتھوں کے اندرونی اور بیرونی حصے پر مسح کرنا ہے، نیز تیمّم میں داڑھی کا خلال بھی نہیں ہے۔

سوال: جس مٹی کے نجس یا پاک ہونے میں شک ہو، اس سے تیمّم کا کیا حکم ہے؟

جواب: مٹی میں اصل پاکی ہے، جب تک اس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو، محض شک وشبہ کی وجہ سے اسے ناپاک نہیں کہہ سکتے، لہذا اس مٹی سے تیمّم جائز ہے۔

سوال: پاک مٹی دستیاب نہیں، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پانی بھی نہیں ہے اور پاک مٹی بھی نہیں ہے، تو بغیر وضو اور بغیر تیمّم کیے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: کیا راکھ سے تیمّم جائز ہے؟

جواب: راکھ سے تیمّم جائز نہیں، تیمّم صرف پاک مٹی سے کیا جا سکتا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَوْ عَلٰى

سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لاَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾(المائدة : ٦)

''اہل ایمان! نماز کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے چہرہ دھولیں اور کہنیوں سمیت ہاتھ دھولیں، سر کا مسح کریں اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھولیں، جنبی ہوں، تو غسل کرلیں، مریض ہوں، یا مسافر ہوں، قضائے حاجت سے فارغ ہوں یا بیوی سے مباشرت کی ہو اور پانی میسر نہ ہو، تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیں، چنانچہ چہرے اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کرلیں، اللہ آپ کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا، بل کہ یہ چاہتا ہے کہ آپ پاک ہوجائیں، وہ آپ پر اپنی نعمت تمام کرنا چاہتا ہے، تاکہ آپ شکرگزار بن جائیں۔''

(سوال): بھیگی مٹی سے تیمّم کرنا کیسا ہے؟

(جواب): خشک مٹی سے تیمّم کرنا چاہیے۔

(سوال): جس مسافر کے پاس نہ پانی ہو اور نہ پاک خشک مٹی، ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(جواب): کیچڑ سے تیمّم نہ کرے۔

(سوال): کسی چیز پر گرد و غبار موجود ہے، کیا اس سے تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

(سوال): دیوار سے تیمّم کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر دیوار مٹی کی ہے، تو اس سے تیمّم کیا جا سکتا ہے اور اگر سیمنٹ وغیرہ کی ہے، تو تیمّم نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ سیمنٹ کو مٹی نہیں کہتے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلٰى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَبِي الْجَهْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجَهْمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ .

''میں اور ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ بن یسار رضی اللہ عنہ ابوجہیم بن حارث بن صمّہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے، ایک آدمی نے آپ کو سلام کہا، آپ نے جواب نہ دیا، حتی کہ دیوار کے پاس آ کر چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا۔ (یعنی تیمّم کر کے جواب دیا)۔''

(صحيح البخاري : 337، صحيح مسلم : 369، المنتقى لابن الجارود : 127)

(سوال): تین اشخاص نے تیمّم کیا، پھر اتنا پانی مل گیا کہ جس سے ایک شخص وضو کر سکتا ہے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): تینوں میں سے کوئی ایک شخص وضو کر لے، باقی دو کا تیمّم باقی رہے گا۔

(سوال): موزوں پر مسح کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، اس بارے میں متواتر احادیث ثابت ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ بالاجماع حق ہے، شیعہ اسے دین نہیں مانتے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ صَرَّحَ جَمْعٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ بِأَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ مُتَوَاتِرٌ.

''حفاظ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے صراحت کی ہے کہ موزوں پر مسح کے بارے میں احادیث متواتر ہے۔''

(فتح الباري :306/1)

❁ امام ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (۲۴۰ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ الْأَئِمَّةِ الْمَأْخُوذِ فِي الْإِسْلَامِ وَالسُّنَّةِ : ...... الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

''یہ ائمہ اسلام اور اہل سنت کا اتفاقی و اجماعی عقیدہ ہے کہ...... موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔''

(شِعار أصحاب الحديث للحاكم الكبير، ص 30، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَكُلُّ مَنْ لَقِيتُ مِنْهُمْ عَلَى الْقَوْلِ بِهٖ .

''جن اہل علم کو ہم جانتے ہیں اور جن سے ملاقات کی ہے، سب کے سب بالاجماع موزوں پر مسح کے قائل ہیں۔''

(الأوسط :433/1)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعَجَبُ مِنَ الرَّوَافِضِ تَرَكُوا الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ مَعْ تَظَاهُرِ الْأَخْبَارِ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتِفَاضَةِ عِلْمِهٖ عَلٰى لِسَانِ الْأُمَّةِ، ...... ثُمَّ اتَّخَذُوهُ شِعَارًا حَتّٰى إِنَّ الْوَاحِدَ مِنْ غُلَاتِهِمْ رُبَّمَا تَأَلّٰى فَقَالَ : بَرِئْتُ مِنْ وِلَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَسَحْتُ عَلٰى خُفَّيَّ إِنْ فَعَلْتُ كَذَا .

''روافض پر حیرانی ہوتی ہے کہ انہوں نے موزوں پر مسح کو ترک کیا ہے، حالانکہ اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے واضح احادیث موجود ہیں اور امت کی زبان پر مشہور ہیں۔...... روافض نے موزوں پر مسح نہ کرنے کو اپنا شعار بنا لیا ہے، یہاں تک کہ ان میں سے بعض غالی رافضی قسم اٹھاتے وقت کہتا ہے: ''اگر میں نے فلاں کام کیا ہو، تو میں امیر المومنین (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کی ولایت سے بری ہو جاؤں اور موزوں پر مسح کرلوں۔''

(مَعالِم السّنن :51/1)

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

''موزوں پر مسح کے جواز پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(شرح صحيح البخاري :304/1)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ الْحُكْمُ الْجَلِيلُ الَّذِي فَرَّقَ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَأَهْلِ الْبِدَعِ

وَهُوَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مَخْذُولٌ أَوْ مُبْتَدِعٌ خَارِجٌ عَنْ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ لَا خِلَافَ بَيْنَهُمْ فِي ذٰلِكَ بِالْحِجَازِ وَالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَسَائِرِ الْبُلْدَانِ إِلَّا قَوْمًا ابْتَدَعُوا فَأَنْكَرُوا الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَقَالُوا : إِنَّهُ خِلَافُ الْقُرْآنِ وَعَسَى الْقُرْآنُ نَسَخَهُ وَمَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ يُخَالِفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابَ اللّٰهِ بَلْ بَيَّنَ مُرَادَ اللّٰهِ مِنْهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي قَوْلِهِ : ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ .

''اس حدیث میں ایک جلیل القدر حکم ہے، جس نے اہل سنت اور اہل بدعت کے درمیان فرق کر دیا ہے، وہ ہے: موزوں پر مسح کرنا، اس کا انکار رسوا کن یا بدعتی شخص ہی کرتا ہے، جو مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو چکا ہے۔ حجاز، عراق، شام اور دیگر تمام علاقوں کے فقہا اور محدثین کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں، مگر ایک بدعتی گروہ ظاہر ہوا اور انہوں نے موزوں پر مسح کا انکار کر دیا، کہنے لگے: یہ قرآن کے خلاف ہے اور قرآن نے اس حکم کو ختم کر دیا ہے۔ اللہ کی پناہ کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کریں، بلکہ آپ ﷺ نے (اپنی قولی، فعلی اور تقریری احادیث سے) واضح کر دیا ہے کہ اس حکم سے اللہ کی مراد کیا ہے؟ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ ''ہم نے آپ پر ''ذکر''

نازل کیا ہے، تاکہ آپ لوگوں کے لیے وحی کی وضاحت کردیں۔''

(التّمهيد لما في الموطإ من المَعاني والأسانيد : 134/11)

❁ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) کہتے ہیں:

إِنَّهَا أَصْلٌ فِي الشَّرِيعَةِ وَعَلَامَةٌ مُفَرِّقَةٌ بَيْنَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْبِدْعَةِ، وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ، فَإِنْ قِيلَ : هِيَ أَخْبَارُ آحَادٍ، وَخَبَرُ الْوَاحِدِ عِنْدَ الْمُبْتَدِعَةِ بَاطِلٌ، قُلْنَا : خَبَرُ الْوَاحِدِ أَصْلٌ عَظِيمٌ لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا زَائِغٌ، وَقَدْ أَجْمَعَتِ الصَّحَابَةُ عَلَى الرُّجُوعِ إِلَيْهِ ...... الْجَوَابُ الثَّانِي : إِنَّهَا مَرْوِيَّةٌ تَوَاتُرًا؛ لِأَنَّ الْأُمَّةَ اتَّفَقَتْ عَلٰى نَقْلِهَا خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ، وَإِنْ أُضِيفَتْ إِلٰى آحَادٍ، كَمَا أُضِيفَ اخْتِلَافُ الْقِرَاءَاتِ إِلَى الْقُرَّاءِ فِي نَقْلِ الْقُرْآنِ، وَهُوَ مُتَوَاتِرٌ .

''موزوں پر مسح کا جواز شریعت کا بنیادی مسئلہ ہے، نیز اہل سنت اور اہل بدعت کے درمیان حد فاصل ہے۔ موزوں پر مسح کے بارے میں احادیث آئی ہیں، اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ احادیث اخبار آحاد ہیں اور خبر واحد (ہم) اہل بدعت کے نزدیک باطل ہوتی ہے، تو ہمارا (اہل سنت کا) جواب یہ ہوگا کہ خبر واحد تو بنیادی چیز ہے، جس کا انکار صرف گمراہ ہی کرسکتا ہے، جبکہ صحابہ کرام کا خبر واحد کی طرف رجوع کرنے پر اجماع ہے۔...... دوسرا جواب یہ ہے کہ موزوں پر مسح کی احادیث متواتر منقول ہیں، کیونکہ ان احادیث کو پے در پے نقل کرنے پر امت نے اجماع کیا ہے، گوکہ انہیں اخبار آحاد کہا گیا ہے، جیسا

کہ قرآن کو نقل کرنے میں قراءتوں کے اختلاف کو بعض قراء سے منسوب کیا گیا ہے، حالانکہ قرآن متواتر ہے۔''

(أحكام القرآن : 73/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَتِ السُّنَّةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَبِغَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَالرَّافِضِيَّةُ تُخَالِفُ هٰذِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَاتِرَةَ.

''وضو میں موزوں پر مسح کرنا اور ننگے پاؤں دھونا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر سنت ہے، لیکن روافض اس متواتر سنت کے مخالف ہیں۔''

(منهاج السنّة النبويّة : 177/4)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

تَوَاتَرَتِ السُّنَّةُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَبِغَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَالرَّافِضَةُ تُخَالِفُ هٰذِهِ السُّنَّةَ الْمُتَوَاتِرَةَ.

''موزوں پر مسح کرنا اور پاؤں دھونا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر سنت سے ثابت ہے، لیکن رافضی اس سنت متواترہ کی مخالفت کرتے ہیں۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 386)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَشْرُوعِيَّةُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، قَوْلًا مِّنْهُ وَفِعْلًا،۔۔۔، وَقَدْ خَالَفَتِ الرَّوَافِضُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ بِلَا مُسْتَنَدٍ، بَلْ بِجَهْلٍ وَضَلَالٍ، مَعَ أَنَّهٗ ثَابِتٌ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ، مِنْ رِّوَايَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''رسول اللہ ﷺ سے تواتر کے ساتھ قولی وفعلی دونوں طرح موزوں پر مسح ثابت ہے۔۔۔لیکن رافضیوں نے جہالت وضلالت کی بنا پر ان تمام احادیث کی مخالفت کی ہے، باوجود اس کے کہ صحیح مسلم میں امیر المومنین سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اس بارے میں ثابت ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 497/2)

سوال: جو موزوں پر مسح کا انکار کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: موزوں پر مسح کا انکار صریح گمراہی ہے، بعض اہل علم نے کفر بھی کہا ہے، کیونکہ مسح کے انکار سے متواتر احادیث اور اجماع امت کا انکار لازم آتا ہے۔

❁ علامہ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ (۶۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''موزوں پر مسح کا انکار صرف بدعتی کرتا ہے، جو مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے۔ اس مسئلہ میں حجاز وعراق کے فقہا اور محدثین کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔ اہل علم کا جم غفیر اس کے جواز کا قائل ہے، جس کا غلطی اور جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہے۔ وہ جمہور صحابہ، تابعین اور فقہائے مسلمین ہیں۔ موزوں پر مسح کے جواز پر اہل علم کا اتفاق ہے۔''

(الإقناع في مسائل الإجماع : 88/1)

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُصَلِّي خَلْفَ مُنْكِرِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

''جو موزوں پر مسح کا منکر ہے، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔''

(تبیین الحقائق : 135/1)

سوال: کیا عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں؟

جواب: موزوں پر مسح مردوں اور خواتین دونوں کے لیے جائز ہے، بشرطیکہ حالت وضو میں پہنے ہوں۔

سوال: موزے پانی میں بھیگ گئے، کیا اب ان پر مسح ہو سکتا ہے؟

جواب: مسح ہو سکتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے ٹھنڈے پانی کی وجہ سے تیمّم کیا اور موزے پہن لیے، پھر اسے گرم پانی مل گیا، کیا وہ ان موزوں پر مسح کر سکتا ہے؟

جواب: وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا، کیونکہ موزوں پر مسح کے لیے ضروری ہے کہ اسے پانی سے حاصل ہونے والی طہارت کی حالت میں پہنا ہو، نہ کہ تیمّم، کیونکہ تیمّم سے حاصل ہونے والی طہارت عارضی ہے، مستقل نہیں ہے، یعنی تیمّم والی طہارت پانی کی عدم دستیابی یا پانی کے استعمال میں عذر کی صورت میں حاصل ہوئی ہے، جیسے ہی پانی میسر ہوگا، یا پانی کا استعمال ممکن ہوگا، تو تیمّم کی طہارت جاتی رہے گی۔

❁ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ وَلَوْ إِلٰى عَشْرِ سِنِينَ، فَإِذَا وَجَدْتَ الْمَاءَ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ .

”(تیمّم کی) پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے، اگر چہ وہ دس سال تک (تیمّم) کرتا رہے، پھر جب آپ کو پانی ملے، تو اس سے وضو یا غسل کریں، یہ بہتر ہے۔“

(سنن أبي داود : 332، سنن التّرمذي : 124، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن، صحیح“، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۹۲)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۳۱۱) اور امام حاکم رحمہ اللہ (٦٢٧) ”صحیح“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

لہٰذا تیمّم کر کے موزے پہنے، تو بعد میں پانی سے وضو کرتے ہوئے ان پر مسح نہیں کر سکتے، بلکہ انہیں اتار کر پاؤں دھونا ضروری ہیں، جمہور کا یہی مؤقف ہے۔

سوال: مسافر اور مقیم کے لیے مسح کی مدت کیا ہے؟

جواب: مسافر کے لیے مسح کی مدت تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات۔ اس مدت کی ابتدا اس وقت سے ہو گی، جب موزے پہن کر پہلی مرتبہ بے وضو حالت میں مسح کرے گا۔ اس وقت سے اگلے دن اسی وقت تک موزوں پر مسح کیا جا سکتا ہے۔ مسافر کے لیے بھی اسی طرح ہے۔

❁ شریح بن ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَتْ : عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَسَلْهُ فَإِنَّهٗ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ : جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ .

”میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا اور ان سے موزوں پر مسح کی بابت سوال کیا،

تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جایئے، ان سے پوچھیے، وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر کیا کرتے تھے۔ تو ہم نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (مسح کے لیے) مسافر کو تین دن اور مقیم کو ایک دن کی رخصت دی ہے۔''

(صحيح مسلم : 276)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ ثَابِتٌ صَحِيحٌ نَقَلَهُ أَئِمَّةٌ حُفَّاظٌ .

''یہ صحیح ثابت حدیث ہے، اسے ائمہ حفاظ نے نقل کیا ہے۔''

(الاستذكار :220/1)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موزوں پر مسح کے متعلق سوال ہوا، فرمایا:

لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ .

''مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن کی رخصت ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 1292، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، مِنْ مِصْرَ فَقَالَ : مُنْذُ كَمْ لَمْ تَنْزِعْ خُفَّيْكَ؟ قَالَ : مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، قَالَ : أَصَبْتَ السُّنَّةَ .

''آپ رضی اللہ عنہ مصر سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس (مدینہ) آئے، تو

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ نے کب سے موزے نہیں اُتارے؟ عرض کیا:
ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک، فرمایا: آپ نے سنت کو پالیا۔''

(سنن ابن ماجه : 558، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

(سنن الدارقطني، تحت الحديث : 757)

اس روایت میں ''السنة'' کے لفظ کو غیر محفوظ قرار دیا گیا ہے۔

(العلل للدارقطني : 148)

بعض اہل علم نے موزوں پر مسح کی عدم توقیت پر اس اثر کو دلیل بنایا ہے، ہمارے مطابق عدم توقیت پر اسے دلیل بنانا درست نہیں، کیونکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن تک مسح کے قائل تھے۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی:۵۲۶، وسندہ حسن) یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور دیگر صحابہ سے ثابت ہے۔

ممکن ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پہلے عدم توقیت کے قائل ہوں، پھر جب انہیں سنت کا علم ہوا، تو سنت کی موافقت میں توقیت کے قائل ہو گئے ہوں۔

یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عدم توقیت والے قول کو سخت عذر اور ضرورت پر محمول ہے۔

سوال: جرابوں پر مسح کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

جواب: جراب سوتی یا اُونی کپڑے سے تیار شدہ پیروں کا لباس ہے۔ جرابوں پر مسح بالاجماع جائز ہے، بشرطیکہ ٹخنوں کو ڈھانپے ہوئے ہوں۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لَهُمْ مِمَّنْ يُجِيزُ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ مِنَ الصَّحَابَةِ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مُخَالِفٌ .

''جن صحابہ سے جرابوں پر مسح منقول ہے، ان کے مخالف ایسا کوئی صحابی نہیں ہے، جو موزوں پر مسح کا قائل ہو۔''

(المُحلّٰى بالآثار :1/324)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، مَسَحُوا عَلَى الْجَوَارِبِ، وَلَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ مُخَالِفٌ فِي عَصْرِهِمْ، فَكَانَ إِجْمَاعًا .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جرابوں پر مسح کیا اور ان کے زمانے میں کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی، تو یہ اجماع ہوا۔''

(المُغني :1/215)

❁ سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا، تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا، اور جرابوں پر مسح کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/188، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابوغالب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ .

''میں نے سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کو جرابوں پر مسح کرتے دیکھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/187، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابواسماعیل رجاء بن ربیعہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ الْبَرَاءَ، تَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ .

''میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، تو انہوں نے جرابوں پر مسح کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/188، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عقبہ بن عمرو ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ .

''آپ رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/188، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ راشد بن نجیح رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ دَخَلَ الْخَلَاءَ وَعَلَيْهِ جَوْرَبَانِ أَسْفَلُهُمَا جُلُودٌ وَأَعْلَاهُمَا خَزٌّ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا .

''میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بیت الخلا میں داخل ہوتے دیکھا، آپ نے جرابیں پہن رکھی تھیں، جن کے نیچے چمڑا لگا ہوا تھا اور اوپر والا حصہ اُون کا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر مسح کیا۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : 1357، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ بِمَنْزِلَةِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ .

''جرابوں اور موزوں پر مسح کا ایک ہی حکم (یعنی جائز) ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :1/189، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ سے جرابوں پر مسح کے متعلق سوال کیا گیا، تو فرمایا:

هُمَا بِمَنْزِلَةِ الْخُفَّيْنِ .

''یہ موزوں کے قائم مقام ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :189/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ جرابوں پر مسح کرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة :187/1، وسندهٗ صحيحٌ)

نوٹ:

جرابوں پر مسح کرنا کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں۔ البتہ پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے، جن میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ نیز بعض تابعین سے بھی جرابوں پر مسح منقول ہے۔ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے جرابوں پر مسح کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے، ایسی ہی بات ان سے پہلے علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے کہی ہے۔

سوال: کیا موزوں پر مسح میں نیت شرط ہے؟

جواب: جی ہاں، ہر عمل میں نیت شرط ہے۔

سوال: موزوں پر مسح کرتے ہوئے کتنی بار ہاتھ پھیرا جائے گا؟

جواب: مسح میں صرف ایک بار ہاتھ پھیرا جائے گا، خواہ وہ مسح سر کا ہو، یا جرابوں اور موزوں کا۔ خواہ وہ مسح تیمّم کا ہو۔

سوال: کیا بوڑھی عورت کو حیض آ سکتا ہے؟

جواب: عمر رسیدہ کو حیض نہیں آ سکتا۔ اسے خون آئے، تو وہ خون استحاضہ کا ہوگا، حیض کا نہیں۔ وہ ہر نماز کے لیے وضو کرے گی۔

❁ امام ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عَنْ عَطَاءٍ فِي امْرَأَةٍ تَرَكَهَا الْحَيْضُ ثَلَاثِينَ سَنَةً، ثُمَّ رَأَتِ الدَّمَ، فَأَمَرَ فِيهَا بِشَأْنِ الْمُسْتَحَاضَةِ .

''امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے ایسی عورت کے بارے میں سوال ہوا، جسے تیس سال سے حیض نہیں آیا، وہ خون دیکھے تو کیا کرے؟ آپ نے اسے مستحاضہ قرار دیا۔''

(سنن الدّارمي : 878، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام دارمی رحمہ اللہ سے بوڑھی عورت کے بارے میں پوچھا گیا،تو فرمایا:

تَوَضَّأُ وَتُصَلِّي، وَإِذَا طُلِّقَتْ تَعْتَدُّ بِالْأَشْهُرِ .

''وضو کر کے نماز ادا کرے۔اسے طلاق ہو جائے،تو تین ماہ عدت گزارے۔''

(سنن الدارمي، تحت الحديث : 880)

سوال: کیا حائضہ کے ہاتھ سے پکا ہوا کھانا کھایا جا سکتا ہے؟

جواب: حائضہ کی نجاست حکمی ہوتی ہے، حقیقی نہیں،نجاست اس کے ہاتھ میں نہیں، لہٰذا اس کے ہاتھ کا پکا کھانا کھایا جا سکتا ہے،البتہ اس حالت میں جماع جائز نہیں۔

❁ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾(البقرة : ٢٢٢)

''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں،فرما دیجئے! حیض ناپا کی

ہے، دوران حیض بیویوں سے جماع نہ کریں، ایام مخصوصہ کے اختتام تک ان کے قریب نہ جائیں، وہ غسل حیض سے پاکی حاصل کرلیں، تو حکم الٰہی کے مطابق ان سے مجامعت کر سکتے ہیں۔''

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

یہود عورت کے فطری ایام میں اس کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ .

''جماع کے علاوہ سبھی تعلقات قائم رکھیں۔''

(صحيح مسلم : 302)

❁ سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُّؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ؟ فَقَالَ : وَاكِلْهَا .

''میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حائضہ کے ساتھ کھانے پینے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: اس کے ساتھ کھا پی لیا کریں۔''

(مسند الإمام أحمد : 342/4، سنن الترمذي : 133، سنن أبي داوٗد : 212، سنن ابن ماجه : 651، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب'' اور امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1202) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ، فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ .

''میں حیض میں کوئی مشروب پیتی، پھر برتن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتی۔ آپ ﷺ وہیں سے منہ لگا کر نوش جاں فرماتے، جہاں سے میں نے پیا ہوتا تھا، میں دانتوں سے ہڈی کا گوشت نوچتی، پھر نبی اکرم ﷺ کو پیش کرتی۔ آپ ﷺ اسی جگہ منہ رکھتے، جہاں میں نے رکھا ہوتا (پھر اس سے گوشت اتارتے)۔''

(صحیح مسلم : 300)

سوال: حائضہ کے پسینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: حائضہ کا پسینہ پاک ہے، کیونکہ وہ حائضہ نجس نہیں ہوتی۔

❀ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ .

''مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔''

(صحیح مسلم : 372)

❀ نافع رحمہ اللہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ، وَهُوَ جُنُبٌ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ .

''جنابت کی حالت آپ کو پسینہ آتا، انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :191/1 ، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؛

لَا بَأْسَ أَنْ يَّعْرَقَ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ فِي الثَّوْبِ ، يُصَلّٰى فِيهِ .

’’جنبی یا حائضہ کو کپڑوں میں پسینہ آیا ہو، تو ان میں نماز پڑھ لے، کوئی حرج نہیں۔‘‘

(سنن الدارمي : 1067 ، وسندهٗ حسنٌ)

❀ علاء بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں ؛

سَأَلْتُ حَمَّادًا عَنِ الْحَائِضِ تَعْرَقُ فِي ثِيَابِهَا ، أَتَغْسِلُ ثِيَابَهَا؟ قَالَ : إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الْمَجُوسُ .

’’میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حائضہ کو کپڑوں میں پسینہ آجائے، تو انہیں دھوئے؟ فرمایا: ایسا تو مجوسی کرتے ہیں۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة:191/1 ، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

سُؤْرُهَا وَعَرَقُهَا طَاهِرَانِ وَهٰذَا كُلُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ جَرِيرٍ إِجْمَاعَ الْمُسْلِمِينَ عَلٰى هٰذَا وَدَلَائِلُهٗ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ ظَاهِرَةٌ مَشْهُورَةٌ .

’’حائضہ کا جھوٹا اور اس کا پسینہ طاہر ہے، ان سب باتوں پر اتفاق ہے۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اس پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے، صحیح احادیث میں اس کے دلائل واضح اور مشہور ہیں۔‘‘

(المَجموع شرح المهذب : 543/2)